OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

روایات میں تعارض اور ائمہ مجتہدین کے اختلافات کے اسباب: ایک تجزیاتی مطالعہ

Causes of Contradictions in Narrations and the Differences Among the Mujtahidin: An Analytical Study.

Fayaz Muhammad
Phd Scholar, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper, Email: fayazwardar@gmail.com
Muhammad Fazli Haq
Phd Scholar, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper Email: fazlihaqbarq@gmail.com

Abstract

Islam is a comprehensive code of life, founded upon two primary sources: the Holy Qur'an and the Hadith. The Hadith literature serves as the explanation, clarification, and practical interpretation of the Qur'anic teachings. After the Qur'an, the Hadith stands as the second most authoritative source in Islam. The prophetic traditions are preserved in various renowned compilations such as *Sahih al-Bukhari*, *Sahih Muslim*, *Jami' al-Tirmidhi*, *Sunan Abi Dawud*, *Sunan al-Nasa'i*, *Musnad Ahmad*, *Muwatta' Imam Malik*, and *Kanz al-'Ummal*, among others.

When apparent contradictions arise within the Hadith corpus, scholars have minimized these conflicts through methods such as prioritization, interpretation, and practical reconciliation. In this context, the researcher has highlighted the causes of such apparent discrepancies in Hadith and explained the methodologies employed by the Imams of jurisprudence to derive rulings, enabling scholars to resolve difficult or seemingly conflicting traditions with ease.

Although many classical works such as *Mushkil al-Athar*, *Ma'ani al-Athar*, and *Ikhtilāf al-A'immah*—address these issues, they are extensive and written in Arabic, making them less accessible to non-Arabic readers. This research therefore compiles and presents the essential principles for resolving Hadith conflicts in the Urdu language, so that those unable to read Arabic may also benefit. Through this effort, doubts and misunderstandings concerning the Hadith can be reduced to the greatest possible extent.
Keywords: Conflict, Causes of Contradictions, Narrations, Interpretation and Implementation.

CC BY

تمہید:

قرآن وحدیث کے فہم اور توضیح وتفسیر اور تعبیر میں کچھ باہم اختلاف، یہ فرقہ بندی کا سبب نہیں ہے۔ یہ اختلاف تو صحابہ و تابعین کے زمانے میں بھی تھا لیکن آپس میں اختلاف رائے کے باوجود صحابہ کرام اور تابعین فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے۔ اختلاف رائے کے باوجود آپس میں ایک دوسرے کے احترام کرتے کیونکہ اختلاف کے باوجود سب کا مرکزِ اطاعت اور محور عقیدت ایک ہی تھا جو قرآن اور حدیث رسول لیکن جب شخصیات کے نام پر دبستان فکر معرض وجود میں آئے تو اطاعت و عقیدت کے یہ مرکز و محور تبدیل ہوگئے۔ یہیں سے امت مسلمہ کے افتراق کے المیے کا آغاز وابتداء ہوا جو آگے چل کر خطرناک شکل اختیار کرچکی ہے۔ اب لوگوں کے ہاں اللہ ورسول اور ان کے فرمودات ثانوی حیثیت اور اپنی اپنی شخصیات اور ان کے اقوال وافکار اولیں حیثیت قرار پائے ہیں۔

احادیث رسول میں ظاہری تعارض کو دیکھ کر مستشرقین اور منکرین حدیث نے احادیث رسول کو تختہ مشق بنا کر مسلمانوں کے اندر انتشار پیدا کیے اور احادیث کی حجیت سے انکار کر بیٹھے۔ حالانکہ اسلام کے دو مصادر اصلی میں قرآن کریم کے بعد احادیث رسول ہیں۔ جس طرح قرآن کریم کے بعض آیتوں میں ظاہری تعارض کی وجہ سے قرآ ن کریم کا انکار نہیں کیا جاتا اسی طرح احادیث رسول میں بھی یہی طرز وطریقہ اپنانا ضروری ہے۔ دونوں وحی الٰہی ہیں قرآن وحی جلی ہے اور احادیث وحی خفی ہے۔

حدیث کی اہمیت اور حجیّت:

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ بھی حجت ہے جس طرح قرآن کریم کی نصوص سے عقائد، احکام اور فضائل اعمال ثابت ہوتے ہیں اسی طرح احادیث سے بھی عقائد واحکام وفضائل اعمال ثابت ہوتے ہیں البتہ حدیث کا درجہ قرآن کریم کے بعد ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں شامل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جو احکام وہدایات دیں آپ نے ان کی توضیح فرمائیں۔ ایک موٹی عقل کا آدمی بھی کم از کم اتنی بات سمجھ سکتا ہے کہ کسی کتاب کی توضیح اس کتاب کے الفاظ پڑھ کر سنا دینے سے نہیں ہو جاتی، بلکہ توضیح کرنے والا اس کے الفاظ سے کچھ زائد کہتا ہے تاکہ سننے والا کتاب کا مطلب پوری طرح سمجھ جائے اور اگر کتاب کی کوئی بات کسی عملی مسئلے سے متعلق ہو تو

شارح عملی مظاہرہ کر کے بتاتا ہے کہ مصنف کا مرادو منشا اُس طرح عمل کرنا ہے۔

اگر یہ نہ ہو تو کتاب کے الفاظ ہی سنا دینا کسی طِفل مکتب کے نزدیک بھی توضیح قرار نہیں پاسکتا۔([1])ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ "([2])اور ہم نے آپ کی طرف قرآن صرف اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو کھول کھول بیان کریں جو ان کی طرف اتاری گئی ہے اور شاید وہ لوگ اس میں غورو فکر کریں۔

قرآن کریم یا احادیث رسول میں تعارض حقیقی نہیں

قرآن کریم یا احادیث رسول میں حقیقی تعارض تو نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہے جو ذات باری تعالیٰ ہے اور دوسرا وجہ یہ کہ تعارض تو عجز کی علامت ہے اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ عجز سے پاک ہیں۔ معلوم ہوا کہ روایات میں ظاہری تعارض حدیث کی حجیت پر اثر انداز نہیں ہوتا جیسا کہ قرآن کریم کے آیات میں ظاہری تعارض قرآن کریم کی حجیت کو باطل نہیں کرتا۔ آیات قرآنیہ یا احادیث صحیحہ میں تعارض کا نظر آنا یہ ہمارے فہم کا قصور ہوتا ہے کہ ہم حدیث پر اثر انداز ہونے والے عوامل کی پہچان سے بے خبری ہوتے ہیں۔

یہ محدثین اور حفاظ حدیث کا کام اور فن ہے کہ ان احادیث میں تطبیق، نسخ، ترجیح یا تخییر وغیرہ طریقے کے ذریعے تعارض کو دفع کر دیا۔ مستشرقین اور منکرین حدیث کا اسلام پر اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ چونکہ احادیث میں تعارض پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ رسول اللہ کے اقوال نہیں بلکہ یہ بنی بنائی ہوئی روایات ہیں جس کی نسبت رسول اللہ کی طرف کی جاتی ہیں۔ اس آرٹیکل میں اختصار کے ساتھ روایات میں تعارض کے اہم اسباب کو واضح کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ احادیث و روایات میں حقیقی تعارض نہیں محض ظاہری تعارض ہے۔

طریقہ تحقیق:

اس موضوع پر تحقیق کے لئے راقم الحروف نے بیانیہ تحقیق (Descriptive Research) کو اختیار کیا ہے۔ بیانیہ اسلوب کے مطابق مواد اور معلومات اکٹھا کیا گیا ہے پھر تحقیقی تجزیہ سے کام لیا گیا ہے۔ دوران تحقیق قدیمی اور عہد وسطیٰ کے کتابوں کے ساتھ بوقت ضرورت جدید کتب و ذرائع سے استفادہ کیا ہے۔ اس کے لئے لائبریریوں سے استفادہ کیا ہے۔ ڈیجیٹل لائبریریوں مثلاً مکتبہ شاملہ، مکتبہ جبریل اور ان کے علاوہ سافٹ ویئرز سے استفادہ کر چکا ہے۔ مزید برآں بنیادی مآخذ قرآن، احادیث، اسماء الرجال سے استفادہ کرکے موضوع کو مستند بنایا گیا ہے۔ علمی اشخاص

سے روابط، جدید ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ تحقیق کے جدید طریقوں کو استعمال میں لایا گیا ہے تاکہ یہ تحقیقی آرٹیکل ایک مفید علمی کاوش ثابت ہو جائے۔

پہلی صدی میں اختلاف فی الروایات:

پہلی صدی میں اختلاف فی الروایات کے اسباب درجہ ذیل ہیں۔

پہلا سبب: اختلاف حالات و اختلاف عِلل

روایات میں بسا اوقات حکم کو کسی ایک روایت کرنے والے کسی علت پر محمول سمجھا جبکہ دوسری راوی نے دوسری علت سمجھا پھر دونوں اپنے مفہوم کے مطابق نقل کرتے ہیں جو تعارض کا سبب بنتا ہے۔

مثال: جنازہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونے کی علت میں صحابہ کرام کا اختلاف

بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ہر جنازہ کے ساتھ خواہ مؤمن کا جنازہ ہو یا کافر کا جنازہ ہو فرشتے ہوتے ہیں، تو فرشتوں کے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا چاہیے۔ جبکہ بعض دوسرے صحابہ اس کی علت یہ فرماتے ہیں کہ یہ قیام موت کے ہول کی وجہ سے ہے خواہ کافر کی میّت ہے یا مسلمان میّت ہو۔ البتہ بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ یہ قیام کافر کے جنازہ کے ساتھ خاص ہے اور اس کا وجہ یہ ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ رسول اللہ کے قریب گزرا آپ کھڑے ہوئے کیونکہ آپ کو اس بات سے تنفر ہوا کہ ایک یہودی لاش میرے سر سے اونچی ہو کر گزرے۔

اسی طرح کبھی حالات مختلف ہوتے ہیں ان کا لحاظ کیا جائے تو تعارض نہیں رہتا۔ اس کی مثال ذیل میں دی جاتی ہے۔

مثال: روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کے متعلق روایات

ابوہریرۃ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے ایک مرد کو اس کی اجازت فرمادی۔ ایک دوسرے شخص نے دریافت کی تو رسول اللہ نے منع فرمادیا اس کی وجہ یہ تھی کہ پہلا شخص بوڑھا تھا اور جس کو منع فرمادیا وہ جوان تھا۔

دوسرا سبب: حکم کے عام وخاص ہونے میں فہم کا اختلاف

اختلاف روایات کی ایک اہم سبب عموم و خصوص کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس کی مثال رسول اللہ نے بیت الخلاء کے آداب سکھاتے وقت فرمایا کہ "پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو اس طرف ولیکن مشرق کی طرف منہ کر"[3]

یہاں اس حدیث کا تعلق مدینہ سے ہے یا پھر ان علاقوں سے ہے کہ جہاں خانہ کعبہ ان کے شمال یا جنوب کی جانب ہو یہ حکم ہمارے پاک وہند کے لیے نہیں مطلب یہ حکم خاص ہے اس کو عام نہ کیا جائے ورنہ روایات میں پھر تعارض آئیگا۔

تیسرا سبب: سنت وعادت اور لغوی واصطلاحی معنی میں تمیز نہ کرنا

اس کی مثال رسول اللہ کا خانہ کعبہ کے طواف کرتے وقت "رمل "یعنی اکڑ کر چلنا۔ جمہور اسے سنت سمجھتے ہیں جبکہ ابن عباسؓ اسے ایک اتفاقی امر سمجھتے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ نے اپنے ازواج مطہرات سے فرمایا "میری وفات کے بعد سب سے پہلے اس بیوی کی وفات ہوگی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے "[4]

تو یہاں ہاتھ لغوی معنی مراد نہیں بلکہ اس سے عرفی / اصطلاحی معنی یعنی سخاوت مراد ہے۔ لہذا اگر ان چیزوں کا خیال نہ رکھا جائے تو حدیث کے متعلق بد ظن پیدا ہو سکتا ہے۔

دوسری اور تیسری صدی میں اختلاف فی الروایات کے اسباب:

دوسری اور تیسری صدی میں روایات کے مابین اختلاف کے مزید اسباب پیدا ہو گئے، مثلاًروایت بالمعنیٰ کا مطلب راوی کا رسول اللہ کے الفاظ کی بجائے اس کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کریں روایت بالمعنیٰ صحابہ و تابعین کے دور میں عام رواج تھی جیسا کہ ابن سیرین نے فرمایا "میں نے دس آدمیوں سے حدیث سنی ہر ایک کا لفظ دوسرے سے مختلف تھے اور معنی سب کا ایک جیسا تھا۔[5]

اگرچہ جمہور روایت بالمعنیٰ کے جواز کا قائل ہیں لیکن بسا اوقات اس سے ظاہری تعارض بلکہ الفاظ کی اختلاف کی وجہ سے معنوی تعارض معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض اوقات ناسخ ومنسوخ سے عدم واقفیت کی بناء پر روایات میں تضاد نظر آنے لگتا ہے حالانکہ اس میں کوئی تعارض نہیں پایا جاتا کیونکہ ایک ناسخ اور دوسری منسوخ ہوتی ہے لیکن ان کے جاننے کے لیے اس فن حدیث کا ماہر ہونا ضروری ہے ہر شخص کے لیے ان کے درمیان امتیاز کرنا ممکن نہیں۔

بعض اوقات کسی کی کتاب میں تحریف اور تبدیلی یا راوی کا سہو وخطاء میں واقع ہونے سے روایات میں تعارض

اور اختلافات رونماہوا۔

مثال: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سے عمرہ ماہ رجب میں ادا کیا ہے۔ جب ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کو اس روایت کی اطلاع ہوئی تو اس نے فرمایا کہ "ابن عمر کو سہو ہو رہا ہے، رسول اللہ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

قرأتوں کا اختلاف اور اختلاف روایات کا وجود:

فقہاء کے درمیان فروعی مسائل میں اختلافات کی ایک وجہ قرآن کریم کی ان قرأتوں کا اختلاف بھی ہے تو رسول اللہ سے ہم تک تواتر سے پہنچی ہیں۔ اس کی مثال سورۃ المائدہ کی وضوء والی آیت ہے

"فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكم وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ"[6]

کہ اس میں مشہور قرائے کرام "لام" پر زبر پڑھتے ہیں۔ البتہ ابن کثیر اور حمزہ سے جو قرأت منقول اس میں لام کے نیچے زیر ہے۔ یہ قرأت بھی مشہور ہے۔ لہٰذا قراءت کے اس اختلاف سے فقہاء میں پاؤں دھونے اور مسح کرنے کے مسئلے میں اختلاف پیدا ہوا۔

جمہور علماء نے "لام" پر زبر کی قرأت کو اختیار کیا ہے۔ اس لیے جمہور علماء کی رائے میں پاؤں دھونا فرض ہے، مسح جائز نہیں۔ جمہور کے دلائل وہ احادیث رسول ہیں جس میں پاؤں کے دھونے اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم ہے۔

باقی جمہور یہ کہتے ہیں کہ زیر والی قرأت جرِّ جوار یعنی محض قریب ہونے کی وجہ سے اَرْجُلِكُمْ کے لام کو زیر دی گئی ہے۔ لام کی زیر کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں اس کا عطف رُؤُسِكُمْ پر ہو گا تو پھر پاؤں کے لیے مسح کا حکم کیا جائے گا جس طرح سر کے مسح کا حکم ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ روایات میں قرأت کا اختلاف ہو گا یہ سبب بنے گا اختلاف بین المجتہدین اور یہی اختلاف قرأت روایات میں تعارض کا سبب بنتا ہے۔

نص کا نہ ہونا یا نص کی تعبیر و تفہیم میں فرق:

نص نہ ملنے کی وجہ سے بھی بہت مسائل میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ اس کی مثال دادی کی میراث کے مسئلے میں ابو بکر صدیق نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو مغیرہ بن شعبہؓ اور محمد بن مسلمہؓ فوراً اٹھ کر گواہی دی کہ رسول اللہ نے دادی کو میراث میں چھٹا حصہ دیا ہے۔ اس لیے ابو بکر نے اس کے مطابق فیصلہ دے

دیا۔[7]

اسی طرح بعض اوقات نص تو کتاب اللہ یا سنت رسول میں موجود ہوتا ہے لیکن اس کے مفہوم سمجھنے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوتا ہے۔ نص ذو معنی ہو تو ایسے مواقع پر ایک مجتہد ایک معنی کو ترجیح دیتا ہے اور دوسری جہت کو متروک العمل قرار دیتا ہے جبکہ دوسرا مجتہد اس کے برعکس سے کام لیتا ہے۔ لہٰذا فقہاء میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

اس کی مثال رسول اللہ کا فرمان کہ کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ میں تو بعض صحابہ نے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے راستے میں نماز نہیں پڑھے بلکہ بنو قریظہ جا کر نماز ادا کیا جبکہ بعض صحابہ کرام نے کہا کہ رسول اللہ کے حکم کی غرض جلدی چلنے اور جلدی پہنچنے کی تھی۔ اس لیے ہمیں نماز قضاء کرنی نہیں چاہیئے۔ انہوں نے راستے ہی میں نماز ادا کی۔ جب رسول اللہ کو اس واقعے کی خبر ملی تو آپ نے سکوت اختیار فرما کر دونوں جماعتوں کی تقریر و تصحیح فرمائی۔

قواعد فقہیہ اور منہج استنباط میں فرق:

ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف کے تین بڑے اسباب ہیں۔ اس میں ایک سبب لغت کے سمجھ میں اختلاف ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں لفظ "قروء" کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان اختلاف کا اصل وجہ ہی یہیں ہے کہ لفظ قروء کی لغت میں دو معانی ہیں ایک معنی حیض کا ہے جبکہ دوسرا معنی طُہر یعنی عورت کا ماہواری بیماری سے پاک ہونا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے سمجھ کے مطابق اسکا پہلا معنی یعنی حیض لیا ہے جبکہ امام شافعیؒ اس کا دوسرا معنی لیا ہے اسی وجہ سے ان کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف رونما ہوا۔

اختلاف ائمہ مجتہدین کا دوسرا اہم سبب سُنن کے روایات میں اختلاف ہیں۔ اس کا وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ نے کسی ایک ہی عبادت کو مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے ادا کیا اس کو اختلاف فی التنوع کہا جاتا ہے۔ بعد میں ائمہ مجتہدین نے اپنی استنباطی اصولوں کے مطابق کسی ایک روایت کو ترجیح دیکر اس کو اپنا مسلک بنایا دوسرے امام نے کسی دوسری روایت لے لی، اس وجہ سے ان ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف واقع ہوا

ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف کا تیسرا اور اہم ترین سبب قواعد فقہیہ اور ان کے اصولی قواعد میں اختلاف ہے جو مسائل کے استنباط کے وقت ایک مجتہد مد نظر رکھتا ہے اور انہی قواعد پر اپنے مسلک کی تعمیر کرتا ہے۔ ان اصولی قواعد کی وجہ سے فروعی مسائل میں اختلاف پیدا ہوا ہے اور اس اختلاف کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔

ائمہ کے اقوال کے مآخذ سب مشکوٰۃ نبوت سے مأخوذ ہیں البتہ صرف علت اور استخراج مسائل کا فرق ہوتا ہے ۔امام ابوحنیفہ کا فقہی اُصول خطیب بغدادی نے اپنے کتاب میں نقل کیا ہے "میں اللہ کی کتاب پر عمل کرتا ہوں جب مجھے اس میں کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر میں رسول اللہ کی سنت کو لیتا ہو، اس کے بعد اقوال صحابہ میں جس کے قول کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں اس کے بعد اپنا اجتہاد کرتا ہوں۔[8]

اجتہاد میں قیاس کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہؒ کے فقہی مسائل کا دارومدار زیادہ تر استحسان اور عُرف پر ہوتا ہے۔اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے اصول ترجیح میں یہ ہے کہ وہ قوۃ دلیل کو ترجیح دیتا ہے نہ کہ کثرت دلائل کو اور فقیہ راوی کی روایت کو ترجیح دیتا ہے۔

امام مالک کے فقہی کے فقہی اصول میں یہ ہے کہ تعارض روایات میں تعامل اہل مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں اور اس روایت پر عمل کرتے جس پر اہل مدینے کا تعامل رہا ہو۔اسی طرح امام مالک مصالح مُرسلہ سے استدلال کا قائل ہے جبکہ دوسرے ائمہ کرام اس سے استدلال نہیں کرتے۔[9]

خلاصہ بحث:

خلاصہ یہ کہ ائمہ اربعہ کا ختلافی مسائل میں اصول یہ ہے کہ ابوحنیفہؒ[10] اس قول کو ترجیح دیتے ہیں جس کی تائید کتاب اللہ کرتی ہو جبکہ امام مالکؒ[11] تعامل اہل مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں۔امام شافعیؒ اختلافی مسائل میں تعامل اہل مکہ کو ترجیح دیتے ہیں۔رہا امام اہل سنت امام احمد بن حنبلؒ کی فقہ کا بنیاد دراصل احادیث و آثار ہیں، قیاس و اجتہاد کو بہت کم دخل ہے۔[12] رسول اللہ کے احادیث میں جو ظاہری تعارض بعض جگہوں میں وارد ہے ان کے درمیان امت کے علماء نے تطبیق دے کر ان تعارض کو ختم کرکے ان احادیث پر عمل کی ہیں جو امت کی نشو و نما کا ذریعہ ہے نہ کہ اختلاف و انتشار کا جو آج کل مستشرقین بڑے زور و شور سے پیش کر رہے ہیں۔

ائمہ مجتہدین کا اختلاف فرعی اور اجتہادی اختلاف ہے، کوئی حقیقی اختلاف نہیں اور فرعی اختلاف کوئی مذموم چیز نہیں۔فرعی اختلاف تب مذموم اور بُری چیز ہوگا جب یہ مسلمانوں میں تفرق کا سبب بنتا ہے۔فرعی اور اجتہادی اختلاف ایک فطری بات ہے کیونکہ تمام مجتہدین کا افکار اور اصول استنباط واجتہاد کا یکساں ہونا ممکن ہی نہیں۔جب بات یہ ہے کہ مجتہدین کا افکار بھی ایک جیسی نہیں اور ان کے اصول اجتہاد بھی مختلف ہیں، پھر دوسرے عوارض واسباب تعارض بھی ہیں جن کا اجمالاً مع کچھ تفصیل کے ساتھ اس مضمون میں تحقیق نگار نے ذکر بھی کیا۔ان سب چیزوں کی وجہ سے فرعی اختلاف کا ہونا ایک فطری اور ظاہر سی بات ہے البتہ فرعی واجتہادی اختلاف کو اپنے مقام سے

آگے کر کے اس سے مسلمانوں میں نفرتیں پھیلانا اور اس کو تفرق کا سبب بنانا یہ شرعی اور اخلاقی ہر لحاظ سے ممنوع اور بری چیز ہے۔

فرعی و اجتہادی اختلافات کے اسباب کے موجود ہونے کی وجہ سے اجتہادی اختلافات یہ صحابہ کے زمانے سے ہیں اور قیامت تک رہیگا لیکن اختلاف کے باوجود ہمارے اسلاف یعنی صحابہ کرام اور تابعین ایک دوسرے کے رائے کا احترام کرتے اور ان کے آپس میں کسی قسم کا گالم گلوچ نہیں ہوتا، بدقسمتی سے آج ہم اپنے اکابر کے روش سے دور ہٹے ہیں اس لیے آج امت مسلمہ انتشار و زوال کا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ امین [1]

حواشی و حوالہ جات:

---

[1] ۔ معرفت علوم الحدیث، سراج الاسلام، ناشر: دار النوادر، لاہور-پاکستان، 2006ء، ص 39

Ma'rifat 'Uloom al-Hadees, Siraj-ul-Islam, Nashir: Dar-ul-Nawadir, Lahore–Pakistan, 2006, p. 39

[2] ۔ القرآن الکریم، سورۃ النحل 16/ 44

Al-Qur'an al-Kareem, Surah al-Nahl 16/44.

[3] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الترمذی، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت–لبنان 2021ء، ج 1، ص 3۔

Tirmizi, Abu 'Isa Muhammad bin 'Isa, *al-Tirmizi*, Nashir: al-Maktab al-Islami, Beirut–Lebanon, 2021, vol. 1, p. 3.

[4] مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ناشر: مکتبہ دار العلم پشاور-پاکستان 1996ء، ج 2، ص 291۔

□ □ Muslim, Abu al-Husain Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Nashir: Maktabah Dar al-'Ilm, Peshawar–Pakistan, 1996, vol. 2, p. 291

[5] ابن ہمام، عبد الرازق بن ہمام، المصنف، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت–لبنان 1403ھ–1983ء

Ibn Hammam, 'Abd al-Razzaq bin Hammam, *al-Musannaf*, Nashir: al-Maktab al-Islami, Beirut–Lebanon, 1403H / 1983.

[6] سورۃ المائدہ، آیت، 6۔

Surah al-Ma'idah, Ayat 6

[7] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الترمذی، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت–لبنان 2021ء ج 2، ص، 33۔

1

Tirmizi, Abu ‘Isa Muhammad bin ‘Isa, *al-Tirmizi*, Nashir: al-Maktab al-Islami, Beirut–Lebanon, 2021, vol. 2, p. 31

[8] ۔خطیب بغدادی، ابو بکر علی بن خطیب، تاریخ بغداد، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت–لبنان1404ھ

Khateeb Baghdadi, Abu Bakr ‘Ali bin Khateeb, *Tareekh Baghdad*, Nashir: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut–Lebanon, 1404H

[9] ۔خطیب بغدادی، ابو بکر علی بن خطیب، تاریخ بغداد، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت–لبنان1404ھ

Khateeb Baghdadi, Abu Bakr ‘Ali bin Khateeb, *Tareekh Baghdad*, Nashir: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut–Lebanon, 1404H

[10] امام ابو حنیفہؒ کا اصل نام نعمان بن ثابت ہے جو ائمہ اربعہ میں سے ایک مشہور امام ہے۔ امام صاحب سن 80ھ میں عبد المالک بن مروان کے دور خلافت میں عالم اسلام کے مرکز کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام صاحب کے اساتذہ میں سے عامر بن شراحیل، سلیمان الاعمش، حماد بن ابی سلیمان ،عکرمہ جعفر سادقؒ شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں محمد بن حسن الشیابی، وکیع بن جراح، حفص، یعقوب اور یحیٰ بن سعید القطان وغیرہ شامال ہے۔ آپ نے سن 150ھ کو وفات پائی۔

Imam Abu Hanifah (r.a.) ka asal naam Nu‘man bin Thabit hai, jo Aimmah Arba‘a mein se aik mashhoor Imam hain. Imam sahib 80H mein ‘Abd al-Malik bin Marwan ke dor-e-khilafat mein ‘Aalam-e-Islam ke markaz Kufah mein paida hue. Aap ke Asatiza mein ‘Amir bin Sharahil, Sulaiman al-A‘mash, Hammad bin Abi Sulaiman, ‘Ikrimah, aur Ja‘far Sadiq (r.a.) shamil hain. Aap ke Shagirdon mein Muhammad bin Hasan al-Shaybani, Wakee‘ bin Jarrah, Hafs, Ya‘qub aur Yahya bin Sa‘id al-Qattan waghera shamil hain. Aap ne 150H mein wafat pai.

[11] ۔امام مالک کو امام دار الہجرۃ بھی کہا جاتا ہے۔

Imam Malik ko Imam Dar al-Hijrah bhi kaha jata hai.

[12] ۔امینی، محمد تقی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، ناشر: ندوۃ المصنفین دہلی–انڈیا، ص،187۔

Amini, Muhammad Taqi, *Fiqh Islami ka Tareekhi Pas-e-Manzar*, Nashir: Nadwat-ul-Musannifeen, Dehli–India, p. 187